10 مئی 1963

ازعدالت عظمیٰ

ہزارہ سنگھ گل

بنام

اسٹیٹ آف پنجاب

(اے کے سارکر، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ، جسٹسز)

فوجداری مقدمہ—منتقلی کی درخواست—سنگین الزامات—جواب میں کوئی حلف نامہ نہیں—عدالت کا فرض—ضابطہ فوجداری، 1898 (1898 کا ایکٹ 5) دفعہ 527۔

جہاں فوجداری مقدمے کی منتقلی کی درخواست میں، درخواست گزار کی طرف سے حلف نامے پر بہت سنگین الزامات لگائے جاتے ہیں جن کی دوسری طرف سے خاص طور پر تردید نہیں کی جاتی ہے، اس عدالت کو درخواست گزار کی طرف سے دائر حلف نامے کے مطابق جانا چاہیے۔ اس قسم کی کارروائی میں عدالت دونوں طرف سے لگائے گئے حقائق کے الزامات کی حمایت میں گواہوں سے پوچھ گچھ نہیں کرتی ہے۔ عام طور پر عدالت کسی نہ کسی فریق کے حلف نامے پر عمل کرتی ہے، لیکن اگر ایک فریق جواب میں حلف نامہ دینے سے گریز کرتا ہے تو دوسرے فریق کا حلف نامہ غیر متزلزل رہتا ہے۔

فیصلہ کیا گیا کہ جہاں درخواست گزار نے، موجودہ معاملے کی طرح، اپنے حلف نامے کے ذریعے ایک کافی مقدمہ پیش کیا ہے جس سے عدالت کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنا ممکن ہے کہ وہ معقول طور پر اس خدشے کو قبول کرتا ہے کہ اسے اپنے معاملے میں انصاف نہیں ملے گا، انصاف کے مفادات کا مطالبہ ہے کہ کیس کو ریاست سے باہر منتقل کیا جائے۔

اصل حد اختیار: 1963 کی منتقلی کی درخواست نمبر 9۔

مجسٹریٹ اول کی عدالت میں زیر التواء جیل ایکٹ کی دفعہ 52 کے تحت 1963 کے مقدمات نمبر 33/ 3 اور 33/ 4 کی منتقلی کے لیے دفعہ 527 فوجداری ضابطہ اخلاق کے تحت درخواست۔ کلاس، امرتسر، ریاست پنجاب سے باہر کسی مجاز عدالت میں۔

درخواست گزار کی طرف سے جی ایس ووہرا اور ہربنس سنگھ۔

مدعا علیہ کی طرف سے ریاست پنجاب کے ڈپٹی ایڈوکیٹ جنرل ایل ڈی کوشل اور پی ڈی مینن۔

10 مئی 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ۔ جے۔ یہ ہزارہ سنگھ گل کی طرف سے جیل ایکٹ کی دفعہ 52 کے تحت دو مجرمانہ مقدمات (نمبر آئی ڈی 1 اور آئی ڈی 2 آف 1963) کی منتقلی کے لیے درخواست ہے، جو مسٹر سنت سنگھ، مجسٹریٹ، درجہ اول، امرتسر کی عدالت میں مقدمے کی سماعت کے لیے زیر التوا ہے۔ درخواست گزار درخواست کرتا ہے کہ ان مقدمات کو نمٹانے کے لیے ریاست پنجاب سے باہر منتقل کیا جائے۔ حقائق، جہاں تک ریاست پنجاب کی طرف سے تسلیم کیے گئے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں :

درخواست گزار ضلع امرتسر کے گاؤں رتو کے کا رہنے والا ہے۔ وہ ریاست کے وزیر اعلی کے بہنوئی ایس ہردیپ سنگھ کو شکست دینے کے بعد گزشتہ عام انتخابات میں پنجاب ودھان سبھا کے رکن کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ ایس سریندر سنگھ کیرون، چیف منسٹر کے بیٹے اور ایس رنجیت سنگھ گریوال جو امرتسر میں سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے عہدے پر تعینات تھے، نے بہنوں کی شادی کی ہے۔ ایس سریندر سنگھ کے سسر ایس مکند سنگھ کے پاس وسیع زمین تھی۔ ایس مکند سنگھ بغیر کوئی مردانہ مسئلہ چھوڑ کر فوت ہو گیا اور یہ جائیداد کورٹ آف وارڈز کے تحت آ گئی اور عرضی گزار نے کورٹ آف وارڈز سے کچھ زمینیں حاصل کر لیں۔ مئی، 1960 میں، پنجابی صوبہ کے طور پر بیان کیے جانے والے احتجاج کا آغاز ہوا اور درخواست گزار کو دفعہ 411 / 414 تعزیرات ہند کے تحت گرفتار کر لیا گیا، اور اس کے خلاف دفعہ 107 / 151 Cr P.C اور ایک وارنٹ کے تحت رپورٹ بھیجی گئی۔ بھی جاری کیا گیا تھا. درخواست گزار کو عدالت نے ریمانڈ پر تفتیش کے لیے رکھا۔ درخواست گزار کو آرمس ایکٹ کے تحت اور ایک اور انڈین افیون ایکٹ کے تحت بھی گرفتار کیا گیا تھا۔ اس کے والد اور دیگر چھ افراد کو 26–1– 1961 کو سیکشن 107 / 151 Cr P.C کے تحت گرفتار کیا گیا تھا لیکن عدالت میں سمجھوتہ کے نتیجے میں انہیں رہا کر دیا گیا۔ درخواست گزار کو آرمس ایکٹ کے تحت مقدمے میں مجرم قرار دیتے ہوئے دو سال کی قید کی سزا سنائی گئی تھی اور اس سزا کو ہائی کورٹ نے برقرار رکھا ہے۔ اسے جیل ایکٹ کے تحت ایک مقدمے میں بھی مجرم قرار دیا گیا تھا اور چھ ماہ کی سخت قید کی سزا سنائی گئی تھی، جس کی سزا ہائی کورٹ نے بھی توثیق کی تھی۔ یہ جملے لگاتار چلنے کے ہیں۔ جن دو معاملات میں منتقلی کے لیے کہا گیا ہے وہ اب زیر التوا ہیں اور انہیں سپرنٹنڈنٹ، جیل، امرتسر نے مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیا ہے۔ عرضی گزار نے نشاندہی کی کہ ایس موہن سنگھ تور کی ایک اور درخواست کو اس عدالت نے پنجاب سے سہارنپور منتقل کیا تھا۔

ریاستی حکومت کے حلف نامہ میں جن باتوں کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے یا اس سے انکار نہیں کیا گیا ہے وہ درج ذیل حقائق ہیں جو عرضی گزار نے حلف نامہ پر بیان کیے ہیں : ودھان سبھا کے لیے اپنے انتخاب کے بعد، وہ کسی بھی میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکے ہیں کیونکہ انہیں گرفتار کیا گیا ہے اور مسلسل نظر بند رکھا گیا ہے۔ جیل میں کہ عرضی گزار پنجابی صوبا کا مرکزی کردار ہے اور اس نے اکالی امیدواروں کی حمایت کی تھی جیسا کہ سادھ سنگت بورڈ کے خلاف ہے جسے وزیر اعلی کی حمایت حاصل ہے اور جن فوجداری مقدمات میں درخواست گزار کو گرفتار کیا گیا تھا، ان میں ایک لاکھ روپے کی ضمانت تھی۔ اس سے اور اس کے والد اور چھ دوسرے لوگوں سے بھی مطالبہ کیا۔ چونکہ اتنی بھاری ضمانت نہیں دی جا سکتی تھی، اس لیے اس کے والد اور دیگر افراد چار ماہ تک جیل میں پڑے رہے یہاں تک کہ عدالت میں سمجھوتے پر انہیں رہا کر دیا گیا، جب کہ وہ جیل میں ہی رہا۔ مزید برآں، درخواست گزار کے خلاف ایس مکند سنگھ کی بیوہ کی

طرف سے کرایہ کے بقایاجات اور بے دخلی کے لیے 12,500 روپے کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے اور اس مقدمے میں درخواست گزار کے تحریری بیان میں اس نے الزام لگایا ہے کہ کورٹ آف وارڈز خصوصی طور پر ایس مکند سنگھ کی چھوڑی ہوئی جائیداد پر زمین پر چھتوں کے اطلاق کو بچانے کے لیے جاری رکھا جا رہا ہے۔ درخواست گزار نے اس مقدمے میں یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اگر کرایہ کے بقایاجات ادا کرنے ہوں تو وہ صرف ایس سریندر سنگھ اور ایس رنجیت سنگھ گریوال ہی ادا کرتے ہیں۔ اس بات نے انہیں پریشان کر دیا ہے۔ مزید، جب وہ جیل میں تھا، ایس سریندر سنگھ نے پولیس فورس کے ساتھ ستمبر 1960 میں زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اگرچہ ایس سریندر سنگھ کے خلاف درخواست گزار کی بیوی کو بندوق سے دھمکی دینے کے الزام میں ایک فوجداری شکایت درج کی گئی تھی لیکن عدالت نے شکایت کو خارج کر دیا تھا۔ عرضی گزار کی پیشی میں ناکامی کے لیے کیونکہ وہ جیل میں تھا اور حاضر نہیں ہو سکا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے جان بوجھ کر ان مقدمات کو خود نمٹانے کے بجائے مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ درخواست گزار کو سخت سزا دی جائے اور اس کا ارادہ اسے جیل میں ہی رکھنے کا ہے، تاکہ وہ خود ہی نمٹ سکے۔ اپنی زمینوں، جائیدادوں اور دیگر سہولیات سے دور رکھا۔ یہ مزید الزامات، جن کا نہ تو اعتراف کیا گیا ہے اور نہ ہی تردید کی گئی ہے، بہت سنگین نوعیت کے ہیں، اور کسی کو یہ توقع ہوگی کہ کم از کم ان میں سے بعض کے حوالے سے جواب میں حلف نامہ داخل کیا گیا ہوگا، مثلاً یہ کہ مجسٹریٹ۔ ضرورت سے زیادہ ضمانت کی درخواست کی تھی، یا یہ کہ فوجداری شکایت اس لیے خارج کر دی گئی تھی کہ درخواست گزار اپنے کیس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ ان الزامات کو یا تو تسلیم کیا جا سکتا تھا یا کیس کے ریکارڈ کو دیکھنے کے بعد جھوٹا کہا جا سکتا تھا۔ مزید یہ کہ وزیر اعلیٰ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس امرتسر کے خلاف ذاتی عداوتیں، جن پر ان کے سرکاری عہدے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نامناسب طرز عمل کا الزام لگایا گیا ہے، اگر وہ جھوٹے تھے تو انہیں حلف نامہ پر انکار کر دینا چاہیے تھا۔

ریاست، وزیر اعلی اور متعلقہ پولیس سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے کسی خاص انکار کی عدم موجودگی میں، ہمیں درخواست گزار کی طرف سے دائر حلف نامے پر ہچکچاہٹ سے عمل کرنا چاہیے۔ اس قسم کی کارروائی میں، یہ معلوم ہونا چاہیے کہ عدالت دونوں فریقوں کی طرف سے لگائے گئے حقائق کے الزامات کی حمایت میں عقل کی جانچ نہیں کرتی ہے۔ عام طور پر عدالت ایک طرف یا دوسری طرف کے حلف نامے پر عمل کرتی ہے۔ لیکن اگر ایک فریق جواب میں حلف نامہ دینے سے گریز کرتا ہے تو دوسرے فریق کا حلف نامہ غیر متزلزل رہتا ہے۔ موجودہ معاملے میں، درخواست گزار نے ریاست پنجاب سے مقدمات کی منتقلی کا مطالبہ کیا ہے، اور اس کا الزام ہے کہ چونکہ عدلیہ کو ایگزیکٹو سے الگ نہیں کیا گیا ہے، اس لیے مجسٹریٹ ایگزیکٹو کے کنٹرول میں ہے اور اسے ریاست میں کسی مجسٹریٹ کے ہاتھوں انصاف نہیں ملے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے الزام کو قبول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ سوچنا ناممکن ہے کہ پوری ریاست میں کوئی مجسٹریٹ نہیں ہے جو ایگزیکٹو کے ذریعے لائے گئے دباؤ، اگر کوئی ہو، سے بالاتر ہو سکے۔ تاہم، سوال اس طرح کے مجسٹریٹ کو تلاش کرنے اور مقدمات اس کے حوالے کرنے کا نہیں ہے۔ سوال واقعی یہ ہے کہ کیا درخواست گزار کو معقول طور پر اس خدشے پر غور کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ اسے انصاف نہیں ملے گا۔ قانون کے انتظام میں اعلیٰ ترین اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ انصاف نہ صرف کیا جانا چاہیے بلکہ اسے ہوتے ہوئے دیکھا جانا چاہیے۔ موجودہ معاملے میں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی الزامات ہیں کہ کچھ مضبوط فریق مختلف طریقوں سے درخواست گزار کی مخالفت کرتے ہیں۔ آیا وہ مجسٹریٹ پر کوئی اثر و رسوخ استعمال کریں گے اور کیا مجسٹریٹ اس طرح کے دباؤ کو برداشت کرنے کے قابل ہوگا، اگر بنایا گیا تو، موجودہ درخواست کے مطابق نہیں ہے۔ ہماری رائے ہے کہ درخواست گزار نے اپنے حلف نامے کے ذریعے کافی ایسے حالات پیش کیے ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس خدشے پر غور کرتا ہے کہ اسے ان مقدمات میں انصاف نہیں ملے گا۔ اسی طرح کے حالات میں، اس عدالت نے پہلے کے موقع پر کچھ مقدمات

ریاست پنجاب سے باہر منتقل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی ہے۔ ہماری رائے میں، موجودہ مقدمہ بھی ایک ایسا معاملہ ہے جس میں انصاف کے مفادات کا مطالبہ ہے کہ مقدمات کو ریاست پنجاب سے باہر منتقل کیا جائے۔ ہم ہدایت دیتے ہیں کہ دونوں مقدمات شاران پور ضلع کو منتقل کیے جائیں گے اور وہاں ایک مجسٹریٹ کے ذریعے ان کی سماعت کی جائے گی جسے سہارن پور کا ضلع مجسٹریٹ قانون کے مطابق ان کے نمٹارے کے لیے منتخب کرے گا۔

درخواست کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document